ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

تقدسِ تنہائی اور سماجی تعلقات کے درمیان توازن: ایک اسلامی مطالعہ

The Balance between the Sanctity of Privacy and Social Relations: An Islamic Study

Dr. Shahab Naimat Khan*
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, BUITEMS University, Quetta.
*Email of corresponding author: shahab.naimat@gmail.com

Dr. Shabir Ahmad
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, BUITEMS University, Quetta.
Email: shabir37@buitms.edu.pk

Received: 11/8/2026 **Peer-reviewed:** 28/8/2026 **Accepted:** 6/9/2026
Article Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/article/view/4859

Abstract:
One of the most debatable human issues in the world is 'Privacy' today. Its first definition appeared in 1890 and the experts have different opinions about that. In contrast, Islam has set its inclusive limitations fourteen hundred years ago. Due to the modern technologies and digital age, its importance has increased many folds along with strong social relations. This research article investigates that the sanctity of privacy is not competing social relations, rather both can coexist by drawing legal Islamic lines between them. Furthermore, it will highlight Quranic Verses, Prophetic traditions and some quotes from the Islamic legendary practices regarding balancing between the sanctity of privacy and social relations. The beauty of Islam manifests in recognition of this human right, but within the boundaries of Shariah. The study identifies nine dimensions of the sanctity of privacy; Privacy of the home, confidentiality of secrets, personhood integrity, meetings and assemblies, regarding personal faults, privacy in personal decision-making, in correspondence, in consultation, and marital privacy. The research further demonstrates that Islamic legal system is comprehensively sufficient to ensure privacy and sets framework for new issues like social media, digital communications, mobile phones, medical confidentiality, electronic records, online meetings and workplace activities. It is expected that keeping in view these Islamic principles, social relations can be harmonized with the sanctity of privacy.

Keywords: Balance, Sanctity, Privacy, Social Relations, Islamic Study

تعارف

اسلام کو ماننے والوں کو اللہ تعالی نے یہ فارمولہ اپنی کتاب میں عطا فرمایا ہے کہ اگر وہ اللہ تعالی کی ہدایت کی پیروی کریں گے تو وہ نہ تو گمراہ ہوگے اور نہ ہی نامراد ہوگے۔[1] یہ اصول وہی ذات دے سکتی ہے جس نے اپنے ماننے والے کو زندگی کے کسی بھی شعبہ میں بے یار و مددگار نہ چھوڑا ہو اور ہر شعبہ میں واشگاف ہدایات دی ہوں۔ انہی ہدایات میں سے اسلام کی وہ ہدایات ہیں جو انسان کے حقوق کی پاسداری کرتی ہیں۔ وہ حقوق چاہے حسی ہوں یا معنوی اسلامی ہدایات ایسی تعلیمات کی حامل ہوتی ہیں جو ضابطے بناتی چلی جاتی ہیں اور وہ ضابطے ہر زمانے کے لیے لازوال ہو جاتے ہیں۔ اب محققین کا کام صرف یہ رہ جاتا ہے کہ ان ضابطوں پر غور فرمائیں۔ قرآن و حدیث کی نصوص کو دوبارہ پڑھیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے زمانہ کو دیکھیں اور موجودہ دور کی صورتحال کا جائزہ لیں اور جدید پیش آمدہ صورتوں کو اسلام کی روشنی میں واضح کریں۔

اس مقالہ کا عنوان 'تقدسِ تنہائی اور سماجی تعلقات کے درمیان توازن: ایک اسلامی مطالعہ' اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ موجودہ دور کے تصور تقدس تنہائی کو سمجھنے کے لیے ہمیں اسلامی بنیادی نصوص کو دوبارہ دیکھنا ہوگا تاکہ اس کی حدود مقرر کی جاسکیں اور پھر ان نصوص کی روشنی میں سماجی تعلقات میں توازن لایا جاسکے۔

تقدسِ تنہائی

تنہائی کے تقدس کو سمجھنے سے پہلے ہمیں تنہائی سمجھنی ہوگی کہ یہ کیا ہے۔

اردو میں تنہائی کے معنی ہیں: علیحدگی، گوشہ نشینی، جدائی، مفارقت، اکیلا رہنا۔[2] عربی میں اس کے لیے 'الخصوصیۃ' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ باب 'نصر' سے خص یخص کا مصدر ہے۔ یہ لغوی طور پر عموم کا متضاد ہے۔[3]

اصطلاح میں کہا جاتا ہے کہ 'خصصتہ بکذا' میں نے اس چیز کو دوسری چیزوں کو چھوڑ کے فلاں چیز کے لیے کر دیا۔[4]

یعنی کسی چیز کو دوسری چیز کے ساتھ خاص کرنے کو 'الخصوصیۃ' کہا جاتا ہے۔

تنہائی کو انگریزی زبان میں 'Privacy' کہتے ہیں اور اس پرائیویسی کی سب سے پہلی انگریزی میں تعریف ورن اور برینڈیز نے ۱۸۹۰ء میں یوں کی: .the right to be let alone[5] یعنی تنہا چھوڑے جانے کا حق۔ ان کی اس تعریف کے بعد مختلف لوگوں نے پرائیویسی کی مختلف تعریفات کی ہیں، کسی نے تو اسے بہت تنگ کر کے رکھ دیا ہے اور کسی نے اس کو اتنا عام کر دیا ہے کہ غیر متعلقہ چیزیں بھی ان میں داخل ہو گئی ہیں۔ ان سب کی تعریفات کو جمع کرنے کے لیے ڈینیل سولوو نے تنہائی کو چھ پہلوں میں تقسیم کیا ہے:

1. تنہا چھوڑے جانے کا حق

[1] سورة طه، رقم الآية: ١٢٣۔

[2] مولوی فیروز الدین، فیروز اللغات، ط: فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، (۲۰۰۵ء) ص: ۴۲۳۔

[3] مجد الدين أبو طاهر محمد بن يعقوب الفيروزآبادى، القاموس المحيط، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان، 2005، ج:٢، ص: ٣٠٠۔

[4] أحمد بن محمد الفيومى، المصباح المنير، دار المعارف، 1977، ص:١٧١۔

[5] Warren, S. D., Brandeis, L. D.: The Right to Privacy. Harvard Law Review Vol. 4, No. 5. (1890) p. 193.

2. کسی کی ذات تک محدود رسائی
3. سرازداری
4. ذاتی معلومات پر قابو
5. شخصی وجود
6. قربت[6]

اس سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ ان کے نزدیک ان چھ میں سے ہر چیز پرائیویسی کہلاتی ہے۔ اگر ان باتوں میں قدرِ مشترک تلاش کی جائے تو وہ یہ سمجھ آتی ہے کہ تنہائی، خصوصیت اور پرائیویسی کی تعریفات کا نقطہ اتحاد 'شخصی خود مختاری کا تحفظ' ہے۔

تقدس

اردو میں 'تقدس' کے معنی ہیں پاکیزگی، پاکی۔[7] تو تقدس تنہائی کا مطلب ہو گا، تنہائی کی دوسروں کی مداخلت سے پاکیزگی یا پاکی۔ اب اسلامی اعتبار سے انسان صرف اتنا خود مختار ہے، جس میں وہ حلال و حرام کا پابند ہو اور اگر حلال و حرام کی پابندی کے بغیر اس کی شخصی خود مختاری ہو گی، تو کہیں وہ گناہ کا مرتکب ہو گا اور کہیں جرم کا، اس لیے اسلام نے جس طرح اس کو شخصی خود مختاری دی ہے اسی طرح اس کی اس خود مختاری کو بھی حلال کے ساتھ مقید کیا ہے۔ مثال کے طور پر اس بات کا اختیار دیا ہے کہ وہ اپنی تنہائی میں کسی دوسرے انسان کو نہ آنے دے، لیکن اس تنہائی میں بھی اسے شرک کرنے کی اجازت نہیں دی، دوسرے کا مال بغیر اس کی اجازت کے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی وغیرہ۔ یہاں اسلام کے مقرر کردہ تقدس تنہائی کے اصول بیان کیے جاتے ہیں۔

ا۔ گھر کا تقدسِ تنہائی

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی کا گھر اس کے لیے قلعہ کی حیثیت رکھتا ہے اور وہ باہر والوں کو اس میں بغیر اجازت کے عملی یا معنوی طور پر داخل ہونے سے روک سکتا ہے۔ یہ حق اللہ تعالی نے اسے دیا ہے اور داخل ہونے والے کو اس کی اجازت لیے بغیر داخل ہونے سے منع فرمایا ہے۔ قرآن کریم کی سورہ نور کی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ایمان والوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کسی دوسرے کے گھر میں اجازت اور سلام کے بغیر نہ جاؤ۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تب بھی وہاں اس وقت تک داخل نہ ہو، جب تک اجازت نہ مل جائے اور اگر آپ سے یوں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ، تو لوٹ جاؤ، یہ آپ لوگوں کے لیے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے اور اللہ تعالی آپ کے اعمال سے خوب واقف ہے۔ ہاں ایسے گھروں میں جہاں کوئی رہائش پذیر نہ ہو اور آپ لوگوں کی ضرورت کی چیزیں ہوں تو وہاں بنا اجازت داخل ہونے میں مضائقہ نہیں ہے۔ پھر بھی یاد رکھنا کہ اللہ تعالی آپ لوگوں کی ظاہر اور خفیہ باتوں کو جاننے والے ہیں۔[8] مغربی اقوام کو جو چیز ۱۸۹۰ء میں سمجھ آئی اللہ تعالی نے مسلمانوں کو ساڑھے چودھاں سو سال پہلے ہی سکھا دی کہ انسان کے گھر اس کی انفرادیت کی جگہ ہے اور اس انفرادیت کا احترام دوسروں پر لازم ہے۔ پھر یہ اجازت

[6] Solove, D. J.: Nothing to Hide: the False Tradeoff between Privacy and Security. New Haven & London: Yale University Press, 2011. p. 1094.

[7] مولوی فیروزالدین، فیروز اللغات، ص:۳۹۷۔

[8] سورة النور، رقم الآية: ۲۷۔۲۹۔

عملی داخلہ اور معنوی داخلہ دونوں کے لیے ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اجازت کو تو دیکھنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔[9]

اب مذکورہ بالا فرمانِ الٰہی میں اجنبی لوگوں کو داخلے کے وقت اجازت کا حکم ہے اور جو گھر والے ہوں یعنی محارم، ان کے بارے میں کیا حکم ہے تو گھر والے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو ناسمجھ و نابالغ ہوں اور دوسرے وہ جو سمجھ دار اور بالغ ہوں۔ جو ناسمجھ اور نابالغ ہیں اور بار بار آتے جاتے رہتے ہیں تو ان کو حکم یہ ہے کہ وہ تین اوقات میں اپنے والدین اور بڑوں کے پاس ان کے خاص کمروں میں جاتے وقت اجازت لیں۔ ایک فجر کی نماز سے پہلے، دوسرے اس وقت جب دوپہر کے وقت قیلولہ کیا جاتا ہے اور تیسرے عشاء کی نماز کے بعد۔ رہے سمجھ دار اور بالغ تو وہ گھر کے مرکزی دورازے سے داخل ہوتے وقت تو اجازت نہیں لیں گے، لیکن والدین یا دوسرے بڑوں کے خاص کمروں میں جاتے وقت ہر دفعہ اجازت لیں گے،[10] کہ کہیں ایسا نہ ہوں کہ وہ ان کے پاس ایسی حالت میں داخل ہوں، جبکہ وہ برہنہ ہوں۔[11]

اس سے جس طرح گھر میں تقدسِ تنہائی کا علم ہوتا ہے، وہاں ہر انسان کے جسم کے تقدسِ تنہائی کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ انسان یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کے جوڑے (یعنی میاں یا بیوی) کے علاوہ ان کو برہنہ حالت میں کوئی دیکھے یا کسی کی نظر ہی پڑ جائے۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ مہاجر صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین میں سے ایک صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں نے پوری عمر اس انتظار میں گزار دی کہ مجھے اس آیت مبارکہ پر عمل کا موقع ملتا کہ جس میں یہ فرمایا گیا ہے: 'جب آپ سے کہا جائے کہ واپس لوٹ جاؤ تو واپس لوٹ جاؤ، اور یہ آپ کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے'۔[12]

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنھما سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ دوکانوں میں داخل ہونے سے پہلے بھی اجازت طلب کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کے عکرمہ رحمہ اللہ تعالی نے ان کے حوالہ سے فرمایا کہ کون اس کی طاقت رکھتا ہے، جس کی ابن عمر طاقت رکھتے ہیں۔[13]

اس طرح کے تقدسِ تنہائی میں موجودہ دور میں گھر، کمرہ، ہوٹل کا کمرہ، خیمہ، ذاتی دفتر، اور نجی رہائش وغیرہ کا تقدسِ تنہائی شامل ہوگا۔ اس میں تنہائی کا وہ تصور جو ڈینیل سولوؤنے ماضی قریب میں 'کسی کی ذات تک محدود رسائی' کے ذریعہ دیا وہ اسلام میں چودہ سو سال پہلے سے دیا جا چکا ہے۔

۲۔ عیوب میں تقدسِ تنہائی

ہر انسان کے عیب ہوتے ہیں جن کے بارے میں وہ یہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کی اجازت کے بغیر مطلع نہ ہو۔ اور اگر وہ مطلع کرنا بھی چاہتا ہے تو صرف اس کو جس کے بارے میں اس کا خیال ہوتا ہے کہ یہ بات اس کے پاس امانت رہے گی اور وہ اس کو استعمال کر کے اس کو رسوا کرنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ اس کا یہ حق کہ وہ اس عیب کو چھپا سکتا ہے، شریعت نے اس کو یہ حق دیا ہے اور

---

[9] بخاری محمد بن إسماعيل، جامع صحيح، ط: دارالسلام، رقم الحديث:٦٥٠٥۔

[10] ۔سورة النور، رقم الآية: ٥٨۔ ٥٩۔

[11] إمام مالك بن أنس، الموطأ، ط: دارالقلم (١٩٩١ء)، ج:٣، ص: ٣٧٥۔

[12] سورة النور، رقم الآية:٥٨۔

[13] ابن أبي شيبه، مصنف، ط: دارالفكر، بيروت، ج:٥، ص: ٣٢٠۔

دوسرے کو اس پر بنا اجازت مطلع ہونے اور کھود کرید کرنے سے منع فرمایا ہے۔ سورہ حجرات کی آیت میں اس کو تجسس کا نام دے کر منع فرمایا گیا ہے۔[14]

اب اس تجسس کے منع کرنے کے ضمن میں کسی کی ٹوہ میں رہنا، اس کے عیب تلاش کرنا، اس کی پوشیدہ باتوں کو جاننے کی کوشش کرنا، اس کی گفتگو کو چھپ چھپ کر سننا، اور اس کی حرکات خفیہ طور پر چوری چھپے معلوم کرنا، سب داخل ہو گیا ہے۔ یہ سب اس کے ساتھ ہی منع بھی ہو گئے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں موجود ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا کہ اس کی داڑھی سے شراب کے قطرے ٹپک رہے تھے کہ وہ اس پر حد شرب قائم کریں۔ تو آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ہمیں تجسس سے منع کیا گیا ہے، اگر خود بخود کوئی چیز ہمارے سامنے ظاہر ہو جائے تو ہم اس کو لے لیں گے یا اس کے ذریعہ گرفت کریں گے۔[15]

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ مدینہ کا پہرہ دیا۔ ہمیں ایک گھر میں چراغ روشن نظر آیا اور اس کا دروازہ بند تھا اور اندر سے لوگوں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ ربیعہ بن اُمیہ بن خلف کا گھر ہے اور وہ لوگ اس وقت نشہ کی حالت میں ہیں، آپ کیا فرماتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ ہم نے وہ کام کیا ہے جس سے اللہ تعالی نے ہمیں منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ تجسس نہ کرو۔ اور ہم تجسس کر چکے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ لوٹ گئے اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔[16]

موجودہ دور میں اس طرح کے تقدسِ تنہائی میں ڈیجیٹل ذرائع میں موجود خصوصیات کا تحفظ شامل ہو گا، جیسے کمپیوٹر، سوشل میڈیا اکاؤنٹ، کلاؤڈ سٹوریج، موبائل فون، آن لائن سرگرمیاں اور براؤزنگ ہسٹری وغیرہ کا شخصی تقدسِ تنہائی شامل ہو گا۔

۳۔ رازوں میں تقدسِ تنہائی

کسی کا راز افشا کرنا خیانت کہلاتا ہے۔ اللہ تعالی سورہ اَنفال میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ایمان والوں اللہ تعالی اور اس کے رسول سے خیانت نہ کرو اور نہ ہی اپنی امانتوں میں جانتے ہوئے خیانت کرو۔[17] حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے یہ بات روایت فرماتے ہیں کہ خیانت یہ بھی ہے کہ کوئی آدمی اپنے بھائی سے کوئی بات بیان کرے اور پھر اس سے کہے کہ اس بات کو میرے لیے چھپانا اور وہ دوسرا آدمی اس کو افشاء کر دے۔[18]

اسی طرح جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کوئی بات کرتے وقت دائیں بائیں دیکھے تو وہ بات امانت ہے۔[19]

دور حاضر میں رازوں میں تقدسِ تنہائی میں بہت ساری چیزیں شامل ہو جاتی ہیں، جیسے: تنخواہ، ٹیکس ریکارڈ، قرض، بینک اکاؤنٹس، مالی دستاویزات، مالی لین دین، پاسپورٹ نمبر، شناختی معلومات، تعلیمی اسناد کی معلومات، ملازمت میں کارکردگی کی دستاویز، ملازمت سے

---

[14] سورة الحجرات، رقم الآية: ١٢۔

[15] أبو داؤد، سليمان بن أشعث سجستانى، السنن، ط: دارالسلام، رقم الحديث: ٤٨٩٠۔

[16] البيهقى، أبو بكر أحمد بن الحسين، السنن الكبرى، ط: مجلس دائرة المعارف النظامية حيدر آباد، (١٣٤٤ء)، ج:٨، ص: ٣٣٣۔

[17] سورة الأنفال، رقم الآية:٢٧۔

[18] سيوطى عبدالرحمن بن أبى بكر، الدر المنثور، ط: دارالفكر، بيروت، ج:٦، ص: ٦٧١۔

[19] أبو داؤد، السنن، رقم الحديث: ٤٨٦٨۔

متعلق دیگر ریکارڈ، ملازمت کے معاہدے کی معلومات، ذاتی ڈیجیٹل تصاویر ویڈیوز، مقام سفر کی تفصیلات، کسی شخص کی موجودہ لوکیشن، اس کی نقل و حرکت کی معلومات اور مختلف چیزوں کے پاس ورڈز وغیرہ۔ یہاں بھی ڈینیل سولوؤ کے تصور تنہائی میں سے 'رازداری' کا تصور اسلام میں پہلے سے موجود ہے۔

۴۔ میاں بیوی کے ساتھ تعلق میں تقدسِ تنہائی

میاں بیوی کا رشتہ اللہ تعالی کے فضل سے قائم ہوا ہے اور اس کی حدود بھی اللہ تعالی نے مقرر فرما دیں ہیں۔ جو بات چیت اور جو معاملات ان کے درمیان ہوتے ہیں وہ ان دونوں ہی کے درمیان رہنے چاہیے۔ یہاں تک کے ان دونوں کو آپس میں ایک دوسرے کا لباس قرار دیا گیا ہے۔[20] نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اسے سب سے بڑی خیانت قرار دیا ہے۔ حضرت اَبو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے بڑی امانت اللہ تعالی کے نزدیک وہ ہو گی کہ آدمی اپنی بیوی کے پاس تنہائی میں جائے اور پھر اس کا راز فاش کر دے۔[21] یعنی اس امانت کے بارے میں پوچھ ہو گی اور یہ سب سے بڑی خیانت شمار ہو گی۔

جدید دور میں اس میں مندرجہ ذیل تقدسِ تنہائی شامل ہوں گے: گھریلو معاملات، میاں بیوی کے تعلقات سے متعلق تفصیلات، اور بچوں کی متعلق معلومات وغیرہ۔ اس عنوان کے تحت یہ ظاہر ہو گیا کہ ڈینیل سولوؤ کے تصور تنہائی میں سے 'قربت' کے معاملے میں تنہائی کا تصور اسلامی تعلیمات میں پہلے ہی سے متعارف ہو چکا تھا۔

۵۔ فیصلہ کرنے میں تقدسِ تنہائی

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر انسان کو فیصلہ کرنے میں آزادی حاصل ہے، جب تک کے وہ حلال و حرام کا پابند ہے۔ اس آزادی میں وہ خود مختار ہے اور دوسرے اس کی اس چھوٹی سی دنیا میں مداخلت کا کلی اختیار نہیں رکھتے ہیں۔ اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی وہ حدیث ہے جس میں آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بن بیاہی عورت سے بھی اس کے نکاح میں اجازت لی جائے گی اور بیوہ سے مشورہ کیا جائے گا۔ پوچھا گیا کہ بن بیاہی عورت کی اجازت کیسے ہو گی؟ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے۔[22]

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سرور کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پاس مشورہ کی غرض سے تشریف لائے کہ ان کو خیبر میں ایک زمین مال غنیمت میں ملی تھی۔ انہوں نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! مجھے خیبر میں ایک زمین ملی ہے اور مجھے اس سے زیادہ نفیس مال کبھی نہیں ملا۔ آپ مجھے اس کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو اس کی اَصل کو وقف کر دیں اور اس کی آمدنی کو صدقہ کر دیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس زمین کو اسی طرح صدقہ کر دیا کہ نہ تو وہ بیچی جائے گی، نہ ھبہ کی جائے گی، اور نہ ہی میراث میں تقسیم ہو گی۔ اس کی آمدنی فقراء، ان کے رشتہ داروں، غلاموں کی آزادی میں، اللہ تعالی کے راستے میں، مسافروں کی ضروریات میں اور مہمانوں کی خدمت میں خرچ کی جائے گی۔ اس

---

[20] سورة البقرة، رقم الآية: ١٨٧۔

[21] قشیری مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، ، ط: دارالسلام، رقم الحدیث:1437۔

[22] بخاری محمد بن إسماعيل ، الجامع الصحیح، ط: دارالسلام، رقم الحدیث:۶۵۶۷۔

وقف کے متولی کے لیے یہ گنجائش ہو گی کہ وہ اس میں ضرورت کے مطابق کھا اور کھلا سکے گا، لیکن اس سے جائیداد بنانے جتنا نہیں لے گا۔[23] اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے الفاظ یہ تھے: ''آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟'' جبکہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان کو مشورہ دیا، حکم نہیں فرمایا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اس معاملہ میں فیصلہ کرنے کا پورا حق رکھتے ہیں، کیونکہ مال ان کا ہے۔

بالکل اسی طرح نبی کریم سرور کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت بریرۃ رضی اللہ تعالی عنہا سے ان شوہر حضرت مغیث رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے سفارش کی لیکن حکم نہیں دیا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضرت بریرۃ رضی اللہ تعالی عنہا کے شوہر حبشی غلام تھے اور ان کا نام مغیث تھا۔ گویا کہ میں ابھی ان کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ان کے پیچھے پیچھے روتے ہوئے چل رہے ہیں اور ان کی ڈاڑھی پر آنسو بہہ رہے ہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ اے عباس! کیا آپ مغیث کی بریرۃ سے محبت اور بریرۃ کی مغیث سے نفرت پر حیران نہیں ہوتے؟ پھر نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت بریرۃ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ اگر آپ مغیث سے رجوع کر لو تو اچھا ہو۔ تو حضرت بریرۃ رضی اللہ تعالی عنھا نے فرمایا کہ کیا آپ مجھے حکم دے رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں صرف سفارش کر رہا ہوں۔ حضرت بریرۃ رضی اللہ تعالی عنھا نے فرمایا کہ مجھے ان کی طرف رغبت نہیں ہے۔[24]

دورِ جدید میں اس طرح کے تقدسِ تنہائی کی مثالیں مندرجہ ذیل ہو سکتی ہیں: روزمرہ طرز زندگی کے حوالہ سے فیصلہ، رہائش اختیار کرنے میں فیصلہ، ڈیجیٹل زندگی میں اختیار وعدم اختیار میں فیصلہ، ملازمت یا کاروبار کے اختیار کرنے میں فیصلہ، تعلیم حاصل کرنے مضامین کا انتخاب میں فیصلہ، مالی معلامات اور طبی ضروریات میں فیصلے وغیرہ میں ہر انسان کو فیصلہ کرنے میں مکمل اختیار ہو گا، بشرط یہ کہ وہ فیصلہ حرام نہ ہو۔ یہاں بھی نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان کے فیصلہ کی صلاحیت پر اثرانداز ہونے کی کوشش نہیں کی۔ یہ فیصلہ میں تقدسِ تنہائی ہے جس کا نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے احترام فرمایا۔

٦۔ خطوط میں تقدسِ تنہائی

جس طرح کسی کا راز افشا کرنا یا اس کو جاننے کے پیچھے پڑھنا خیانت ہے اور ناجائز ٹوہ لگانا ہے، اسی طرح کسی کا خط پڑھنا یا کسی کی ذاتی ڈائری پڑھنا بھی خیانت اور ناجائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اس سخت ناپسند فرمایا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنھما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی آدمی اپنے بھائی کے خط کو بغیر اس کی اجازت کے دیکھے تو یہ دیکھنا آگ میں دیکھنے کے مترادف ہے۔[25]

اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی ذاتی معلومات کسی کے لیے جاننا اس وقت تک جائز نہیں ہو گا، جب تک وہ شخص خود اس کو اجازت نہ دے۔ اگر موجود دور کی مثالیں دیکھیں، تو یہ چیزیں اس تقدسِ تنہائی میں شامل ہوں گی: موبائل فون کی گفتگو، موبائل فون کے رسائل، ای میلز، خطوط، ٹیلیگرام اور واٹس ایپ وغیرہ۔

[23] بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:۲۵۸۶۔
[24] أیضاً، ط: دار ابن کثیر بیروت، رقم الحدیث: ۴۹۷۹۔
[25] أبو داؤد، السنن، ط: دارالکتاب العربی بیروت، رقم الحدیث: ۱۴۸۷۔

۷۔ مجالس کا تقدسِ تنہائی

مسلمان کو مجالس میں شرکت کے آداب سکھائے گئے ہیں، ان میں سے ایک اداب یہ بھی ہے کہ ان مجالس میں جو بھی ہو گا، وہ اس مجلس کے لوگوں کے پاس امانت ہو گا اور اس مجلس کی تنہائی کا تقدس ہر فرد پر لازم ہو گا۔ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مجلسیں امانت ہوتی ہیں سوائے تین مجلسوں کے، ایک: جس میں کسی کا خون بہانے کا منصوبہ بنایا گیا ہو۔ دو: جس میں زنا یا بدرکاری کی سازش ہو۔ تین: جس میں کسی کا مال ناجائز لینے کی بات ہو۔[26] عام حالات میں مجالس کی گفتگو اور وہ مجلس دونوں ہی امانت ہیں اور اس مجلس کا تقدس تنہائی مجلس کے تمام افراد کا حق ہے۔

موجود دور میں اس تقدسِ تنہائی میں آن لائن میٹنگز، کانفرنسز، ذاتی انٹرویوز، میاں بیوی کی نجی گفتگو، امتحانی سوالات وغیرہ سے متعلق بات چیت، محقق اور اس کے نگران کے درمیان کی مباحث، کسی ادارے کی انتظامی مجالس، ملاقاتوں کو ان کے افراد کی رضامندی کے بغیر ریکارڈ نہ کرنا، سکرین شارٹس بنا اجازت دوسروں کو بھیجنا، کسی کا صوتی پیغام اجازت کے بغیر آگے بھیجنا، اور ڈاکٹر اور مریض کی گفتگو وغیرہ کو شامل کیا جاسکتا ہے۔

۸۔ مشورہ میں تقدسِ تنہائی

اگر کوئی شخص دوسرے سے مشورہ کرے اور اس مشورہ میں ضرورت کی باتیں اس دوسرے شخص کو بتائے تاکہ اس کو مشورہ دینے میں پوری دیانت داری کے ساتھ مشورہ دے۔ تو جس طرح اس پر یہ لازم ہے کہ مشورہ دینے میں ایمانداری کا خیال رکھے، اسی طرح بعد میں بھی اس پر یہ لازم ہے کہ مشورہ مانگنے والے کے تقدسِ تنہائی کا لحاظ رکھے اور اس مشورہ اور اس کی تفصیلات سے کسی دوسرے کو آگاہ نہ کرے۔ سرور کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس سے مشورہ لیے جائے وہ امانتدار ہے۔[27] یعنی مشورہ کرنے والے نے اس کو امانتدار کے مرتبہ پر فائز کر دیا ہے۔ اگر وہ اس امانت کا پاس نہیں رکھتا تو وہ خائن ہو گا۔

اگر اس حوالے سے ہمارے دور میں تقدسِ تنہائی کی بات کی جائے تو جسمانی اور برقی ہر طرح سے جو مشورے لیے جاتے ہیں وہ شامل ہو جائیں گے، جیسے: ڈاکٹر اور مریض کے درمیان کی بات چیت، دوستوں میں مشورہ، قانوں مسائل میں وکیل سے گفتگو، مفتی سے شرعی طور پر لیے گئے مشورے، خاندانی مشورے، کاروباری مشورے، حکومتی مشورے، تفسیاتی مشورے، اور ملازمت وغیرہ سے متعلق مشورے۔

۹۔ شخصی وجود میں تقدسِ تنہائی

اللہ تعالی نے انسان کو حیاء کی دولت سے نوازا ہے اور وہ اس کی وجہ سے یہ ناپسند کرتا ہے کہ کوئی اس کا برہنہ جسم دیکھے۔ یہ اس کے جسم کا تقدسِ تنہائی ہے۔ یہ چیز حضرت آدم و حواء علیہا السلام کے دنیا میں آنے سے ہی شروع ہوئی۔ اللہ تعالی نے اس بات کو قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے کہ جب ان دونوں کو لغزش کی وجہ سے جنت سے نکالا جانے لگا، تو ان کے جنت کے لباس کو اتار دیا گیا، جس کے بعد وہ جنت کے پتوں سے اپنے جسم چھپانے لگے۔[28]

---

[26] أبو داؤد، السنن، رقم الحديث: ۴۸۷۱۔

[27] ترمذی، أبو عيسى محمد بن عيسى، السنن، ط: دار إحياء التراث العربي، بيرت، رقم الحديث: ۲۸۲۲۔

[28] سورة طه، رقم الآية: ۱۲۱۔

اور یہ احساس کے کہیں کسی کی نظر ان پر نہ پڑے اور وہ کسی کو بے لباس نظر نہ آئیں۔ یہ احساس ہی ان کے لیے تکلیف کا باعث تھا۔ یہی بات نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنی ایک حدیث میں ارشاد فرمائی کے کوئی مرد کسی مرد کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھے۔ کوئی مرد دوسرے مرد کے ساتھ بے لباس ہو کر ایک کپڑے میں نہ لیٹے اور نہ ہی ایک عورت دوسری عورت سے بے لباس ہو کر ایک ہی کپڑے میں لیٹے۔[29]

اس قسم کے تقدسِ تنہائی میں درج ذیل چیزیں شمار کی جاسکتی ہیں: بیماریاں، جسمانی عیوب، بائیو میٹرک معلومات، فنگر پرنٹ، ذاتی تصاویر وویڈیوز، کسی کو بلا اجازت چھونا، کسی کا بلا اجازت معائنہ، ڈی این اے ٹیسٹ، پوسٹ مارٹم، لباس تبدیل کرنے کی جگہوں میں تقدسِ تنہائی، ذاتی احساسات وجذبات، اور بیت الخلاء اور غسل خانوں میں تقدسِ تنہائی وغیرہ۔ اس میں ڈینیل سولوؤ کے تنہائی کے دو پہلو 'تنہا چھوڑے جانے کا حق' اور 'شخصی وجود' شامل ہو گئے۔

مندرجہ بالا نو چیزوں میں تقدسِ تنہائی کا خیال رکھا جائے گا تو سماجی تعلقات میں کسی حد تک توازن ضرور پیدا ہو گا۔ یہ اسلام کی تعلیمات کی خوبصورتی ہے کہ جب ان کی رہنمائی میں اعمال سرانجام دیے جاتے ہیں تو ان کی وجہ سے حقوق انسانی میں توازن ضرور پیدا ہوتا ہے۔

بحث کا خلاصہ

موجودہ دور کے کے اہم ترین مسائل میں سے ایک مسئلہ پرائیوسی ہے، جس کو اس مقالہ میں تقدسِ تنہائی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ماہرین کے سامنے تو اس کی اہمیت اور ضرورت انیسوی صدی کے آخر میں سامنے آئی، لیکن اسلامی تعلیمات میں اس کی حدود چودھا سو سال پہلے ہی بیان کر دی گئیں تھیں۔

جدید ٹیکنالوجی، سوشل میڈیا اور برقی مواصلات میں، خاص طور پر سماجی تعلقات میں توازن قائم کرنے کے حوالہ سے، مسلسل ترقی کے باعث تقدسِ تنہائی کا تصور اور بھی ضروری ہو گیا ہے۔ اسلام نہ صرف تقدسِ تنہائی اور سماجی تعلقات کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے، بلکہ یہ نظریہ پیش کرتا ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے مدمقابل نہیں، بلکہ ایک دوسرے کی تکمیل کرنے والے ہیں اور ان دونوں میں توازن پیدا کیا جاسکتا ہے۔ صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ ان سے متعلق شرعی بنیادوں کی پاسداری کی جائے۔

اس تحقیق میں تجزیاتی اور بیانیہ طرز تحقیق کے ذریعہ قرآن کریم، احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام اور اکابر امت کی زندگی کی روشنی میں تقدس تنہائی کو شرعی نقطہ نظر سے دیکھا گیا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام میں اجتماعی حقوق کی طرح تقدس تنہائی کو فرد کے بنیادی حق شمار کیا ہے، تاہم یہ حق بھی باقی حقوق کی طرح حدود و قیود کا پابند ہے۔ مزید یہ کہ اس تحقیق میں تقدسِ تنہائی کی نو جہتوں کو بیان کیا گیا ہے، جن میں ترتیب وار گھر، عیوب، رازوں، میاں بیوی کے آپس کے تعلق، فیصلہ کرنے میں خود مختاری، خطوط، مجالس، مشورہ، اور شخصی وجود کا تقدس شامل ہے۔

یہ مقالہ اس بات کو بھی اجاگر کرتا ہے کہ فقہ اسلامی کے اصول جس طرح عصر ماضی میں کارآمد تھے، آج بھی نئے مسائل، جیسے موبائل فون، الیکٹرانک ریکارڈ، سوشل میڈیا، مواصلات کے جدید ذرائع، طبی تقدسِ تنہائی، آن لائن اجلاسوں اور دفتری سرگرمیوں میں تقدسِ تنہائی کے تحفظ کے لیے بھی اسی طرح کارآمد ہیں۔ یہ بحث سے حاصل ہونے والا سبق یہ ہے کہ اگر اسلامی

[29] ترمذی، السنن، بیرت، رقم الحدیث:۲۷۹۳۔

شریعت اور اصولوں کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور تقدسِ تنہائی کی پاسداری کی جائے، تو نہ صرف فرد کے حقوق کی حفاظت ہوتی ہے، بلکہ اس کے ساتھ ایک متوازن، صحت مند اور ذمہ دار معاشرہ بھی وجود میں آتا ہے اور سماجی تعلقات بھی پھلتے اور بھولتے ہیں۔۔

References

Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī. Al-Sunan. Beirut: Dār al-Kitāb al-ʿArabī.

Al-Bayhaqī, Abū Bakr Aḥmad ibn al-Ḥusayn. Al-Sunan al-Kubrā. Hyderabad: Majlis Dāʾirat al-Maʿārif al-Niẓāmiyyah, 1344 AH.

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ. Riyadh: Dār al-Salām.

Al-Fayrūzābādī, Majd al-Dīn Abū Ṭāhir Muḥammad ibn Yaʿqūb. Al-Qāmūs al-Muḥīṭ. Beirut: Muʾassasat al-Risālah lil-Ṭibāʿah wa-al-Nashr wa-al-Tawzīʿ, 2005.

Al-Fayyūmī, Aḥmad ibn Muḥammad. Al-Miṣbāḥ al-Munīr. Dār al-Maʿārif, 1977.

Al-Suyūṭī, ʿAbd al-Raḥmān ibn Abī Bakr. Al-Durr al-Manthūr. Beirut: Dār al-Fikr.

Al-Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā. Al-Sunan. Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī.

Brandeis, Louis D., and Samuel D. Warren. "The Right to Privacy." Harvard Law Review 4, no. 5 (1890): 193–220.

Fīrūz al-Dīn, Maulvī. Fīrūz al-Lughāt. Lahore: Fīrūz Sons Limited, 2005.

Ibn Abī Shaybah, ʿAbd Allāh ibn Muḥammad. Al-Muṣannaf. Beirut: Dār al-Fikr.

Mālik ibn Anas. Al-Muwaṭṭaʾ. Dār al-Qalam, 1991.

Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī. Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ. Riyadh: Dār al-Salām.

Solove, Daniel J. Nothing to Hide: The False Tradeoff between Privacy and Security. New Haven and London: Yale University Press, 2011.